٦

مولانا عبدالقیوم حقانی

سقوطِ کویت

عراقی جارحیت اور خلیج کی خطرناک صورت حال

کویت اپنے حلیف ملک عراق کی وحشیانہ اور سفاکانہ جارحیت اور جبری تسلّط کے نتیجے میں اپنی ہ
اور آزادی و خود مختاری سے محروم کر دیا گیا اور دنیا بھر کے تمام ممالک کی پُرزور اور شدید مذمت
کے باوجود صدام حسین نے کمزور پڑوسی اور اپنے عظیم محسن ملک کو عراق میں ضم کر لیا ـــــ اس سے یہ حقیقۃ
روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ عالمِ اسلام، مسلمان حکومتوں، عرب ملکوں بلکہ اچھے تعلیم یافتہ، اور تہذ
اور عدل و انصاف کے مدعی حکمرانوں میں اپنے آقایانِ ولی نعمت کی خوشنودی کے لئے اب بھی وہ خو
آشامی بلکہ خونخواری اور درندگی پائی جاتی ہے۔ جو ہزاروں برس قبل دورِ جاہلیت کی خصوصیت اور
آدم خور قوموں اور قبائل کی روایت سمجھی جاتی تھی۔

پھر کویت کی چند گھنٹوں کی معمولی مزاحمت کے بعد مفتوح ہو جانے سے یہ حقیقت بھی نصف النہ
کی طرح روشن اور عیاں ہوگئی کہ طاقت اور عزم کے سامنے (جو اپنے ناپاک عزائم، مذموم ارادہ، ا
جارحیت پر تلی ہوئی ہو اور اس کا مقابلہ کرنے کے لئے کوئی مسلح و منظم اور صاحب عزم طاقت نہ ہو) مح
انسانی ضمیر، اخلاقی حس انصاف و معقولیت، چند جماعتوں بلکہ حکومتوں کی ملامت و مذمت اور اقوام متح
جیسے عالمگیر ادارے کا احتجاج، قراردادیں اور اس کی تجاویز پرکاہ کے برابر بھی وقعت نہیں رکھتیں ․․
کویت پر عراقی فوج اور قبضے کو عالمِ انسانیت کے ضمیر نے کسی بھی پہلو اور کسی بھی بنیاد پر قبول نہیں کیا
دنیا کا کوئی ملک بھی ایسا نہیں جس نے اس ننگی جارحیت کی مذمت نہ کی ہو۔ مگر تاہنوز اس کا کوئی خاطر
نتیجہ ظاہر نہیں ہوا۔

عراقی یلغار، سقوطِ کویت، سعودی عرب پر عراقی حملے کی تیاریاں، امریکی فوج کا حرکت میں آجانا، روس
درندگی کے اشارے، اقوام متحدہ کی قراردادوں، عرب سربراہ کانفرنس اور خلیج کی تازہ ترین صورت حال۔
معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک اس متمدن دنیا میں بھی جنگل کا قانون اور (MIGHT IS RIGHT) کا اصو

چل رہا ہے۔ اقوام متحدہ یا اپنے ہمدرد دول اتحادیوں، معقولیت پسند انسانوں کی مذمت و ملامت اور مظاہروں سے امید رکھنا طفل تسلی، فریب نفس بلکہ خود کشی سے کم درجہ کی چیز نہیں۔ اور اس کی بے اثری بے وقعتی اور بے وزنی جیسی المیہ کویت اور خلیج کی آتش فشاں صورت حال کے موقع پر ظاہر ہو رہی ہے ویسی عرصہ دراز سے ظاہر نہیں ہوئی تھی۔

برصغیر پاک و ہند، مسئلہ کشمیر، مسئلہ افغانستان، مسئلہ فلسطین اور پاکستان میں سیاسی انقلابات سے قطع نظر خلیج کی تازہ ترین صورت حال کے تناظر میں یہ بات بھی ایک بدیہی حقیقت بن کر سامنے آگئی ہے کہ دنیا کی دونوں بڑی طاقتوں (امریکہ اور روس) پر بھروسہ کرکے خود خواب غفلت کی چادر تان کر سو جانا یا ان کے بھروسہ پر کوئی اقدام کرنا یا ان سے کوئی امید رکھنا دنیا کی سب سے بڑی حماقت اور بدنصیبی ہے جس کا اب قطعاً کوئی جواز نہیں رہا۔

بد قسمتی سے کویت سمیت بہت سے دیگر مسلم ممالک بھی اسی ناعاقبت اندیشی کے مرتکب ہوئے۔

کویت دنیا کا امیر ترین ملک ہونے اور عراق کی جارحیت، توسیع پسندانہ عزائم اور اس سے قبل بھی عراقی یلغار کا نشانہ بننے کے باوجود اپنی سالمیت، تحفظ اور موثر دفاع پر کوئی توجہ نہ دے سکا۔ مالی وسائل کی بہتات اور بے حساب فراوانی کے باوجود کویتی فوج بیس ہزار کی نفری، پونے تین سو ٹینک اور چھتیس طیاروں پر مشتمل تھی۔ اپنے دفاع سے غفلت کا یہ سنگین ترین جرم تھا جو بالآخر اسے لے ڈوبا ع

ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

درحقیقت نہ روس اُن ملکوں کا ساتھ دینے میں مخلص ہے جو اس کے کیمپ میں ہیں اور نہ امریکہ ان ملکوں کے حق میں مخلص ہے جو اس کی حفاظتی چھتری کے نیچے ہیں۔ روس اور امریکہ کو مسلمان ملکوں کے مفادات کا محافظ اور اپنے وجود و بقا کا ضامن قرار دینا خدائی غیرت اور اس کی قدرت کو چیلنج کرنے سے کسی طرح بھی کم نہیں۔

جہاں تک امریکہ کا تعلق ہے اسرائیل اس کا وہ سدھایا ہوا کتا (کلب معلم) ہے جو اپنے مالک کے اشارے و اجازت بلکہ اس کے حکم سے شکار پر دوڑتا ہے اور اس کو مار کر اس کے قدموں میں لا ڈالتا ہے مسلمانوں بالخصوص عربوں کے ساتھ کی جانے والی اسرائیلی وحشت و درندگی اور بربریت پر امریکہ جیسے متمدن اور ترقی یافتہ ملک کے ضمیر میں (جو بظاہر جانوروں اور پرندوں کی تکلیف بھی نہیں دیکھ سکتا) کوئی حرکت اور اثر پیدا نہیں ہوا۔ ٹھیک جن مقاصد کے تحت یہودی مشن کی علمبردار طاقتوں نے عالم عربی کے

قلب پر اسرائیل قائم کیا۔ وہ اس وقت کے عرب حکمرانوں کی ضمیر فروشی، بے حمیتی، کوتاہ نظری اور باہمی آویزش کی وجہ سے کامیاب ہوگیا اور اب روس بہادر کے[1] اشارے سے صدام حسین کے اپنے عرب ملکوں اور قریب ترین حامیوں اور دوستوں کے خلاف اس قدر ننگی جارحیت کے اقدام سے اس حقیقت کا علم و انکشاف اور اس کا تسلیم کرلینا ضروری ہے۔ کہ اس المیہ، قیامت خیز واقعہ، اور آئندہ کی خون آشام صورت حال کے موقع پر جس کے سامنے تمام مسلمانوں کی گردنیں جھک گئی ہیں اور ان کو دنیا کے ہر حصے میں اپنی ذلت و ہزیمت کا احساس ہوا عالم اسلام کی جس بے بسی اور عالم عربی کی جس حمیتی اور بے حسی کا اظہار ہو رہا ہے اس کا انجام بد اور پریشان کن صورت حال کے ظہور میں ان دونوں کو کلیتہً بری الذمہ نہیں قرار دیا جاسکتا۔

تاہم اس کی اصل ذمہ داری مشرق وسطیٰ کی عرب حکومتوں پر ہے جب کہ عجم اور عرب عوام بلکہ تمام عالم اسلام اس وقت سخت روحانی کرب اور قلبی اذیت میں مبتلا ہے۔ اور اب عالمی برادری کی غالب اکثریت خلیج میں امریکہ، برطانیہ، فرانس اور سوویت یونین کے جنگی جہازوں کی بڑی تعداد کے پہنچ جانے سے صدور جہ تشویش میں مبتلا ہوگئی ہے اور سب کو یہی اندیشہ ہے کہ اگر ان حالات پر قابو نہ پایا گیا تو پوری دنیا ایک انتہائی خوفناک بحران کے لپیٹ میں آجائے گی۔ بلکہ عین ممکن ہے کہ یہ صورت حال بڑھ کر کسی عالمگیر جنگ کی شکل اختیار کرجائے۔ اتنی خوفناک صورت حال کا بہترین حل تو یہی ہے کہ عراق اپنی فوجیں کویت سے نکال لے اور اس کے لئے بلا تاخیر عالمی سطح پر کوئی ایسا مؤثر وفد تیار کرنا چاہئے جو بغداد جاکر صدام حسین کو مفاہمت کی راہ اختیار کرنے پر آمادہ کرے۔ اگر خدانخواستہ موجودہ صورت حال میں جنگ

---

[1] ظاہر ہے کہ موجودہ عراقی قیادت کی سیاسی اور فکری تربیت روس میں ہوئی ہے۔ اور عراق کی موجودہ فوجی اور سیاسی قیادت عراق پر روس ہی کی مسلط کردہ ہے۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ کوتاہ ٹ[؟] پنے اور اس کی آزادی و خودمختاری کو روند ڈالنے کے بعد اب عراقی فوجیں سعودی عرب پر یلغار کے لئے پر تول رہی ہیں۔ جب کہ دونوں ملک عراق ایران جنگ میں عراق کے حلیف اور مددگار ہونے کے باوجود اس کے معتوب اس لئے بن گئے ہیں کہ دونوں ملکوں نے عراق کے آقائے ولی نعمت روسی یلغار کے مقابلے میں افغان مجاہدین کی بھرپور مدد کی۔ اور ٹھونکے کی چوٹ روسی بہیمیت کا مقابلہ کیا۔ چنانچہ اسی جرم کی پاداش میں روس نے اپنی پٹھو عراقی حکومت کے ذریعہ دونوں ملکوں کو سزا دینے کی ٹھان لی ہے۔ کویت پر حملے اور سعودی عرب پر یلغار کی تیاری کا عراقی انداز افغانستان پر روسی فوج کشی کے مشابہ ہے اور فساد قلبی کا بھی وہی عالم جو روسی قیادت میں پایا جاتا ہے اور اس کی ایک مثال بطور نمونہ یہ بیان کی جاسکتی ہے کہ جب سو سے زائد عراقی فوجی افسروں نے کویت پر حملے میں شرکت کرنے سے انکار کردیا تو انہیں صدام حسین نے فوراً موت کے گھاٹ اتار دیا۔

کی آگ بھڑک اٹھی تو اس کا سب سے زیادہ نقصان مسلمانوں کے عالمی مفادات کو اٹھانا پڑے گا اور اس جنگ میں مسلمان ملکوں کا اتنا کچھ جل جائے گا کہ اسے دوبارہ بنانے کے لئے پچاس برس بھی کافی نہ ہوں گے۔

موجودہ نازک ترین اور بھیانک صورت حال کا اصل پس منظر یہی ہے کہ عالم اسلام بالخصوص عرب ممالک کے اکثر حکمرانوں نے بیرونی طاقتوں کے منشاء کی تکمیل میں اور اپنے حقیر اور محدود مقاصد کی خاطر کوئی سنجیدہ اور باعزم مزاحمت بلکہ اپنی مدافعت تک کے بارے میں کبھی مضبوط لائحہ عمل بلکہ ٹھوس منصوبہ بندی کے بارے میں بھی سوچا تک نہیں جبکہ بڑی طاقتوں کے اشاروں اور مشوروں نے انہیں ہر لحاظ سے مفلوج، شل اور بے بس بنا دیا ہے۔ اس وقت بھی مشرق وسطیٰ میں ایسے بڑے طاقتور اور مسلم عرب ملک موجود ہیں جو تنہا اسرائیل اور کسی بھی جارحیت کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ باہمی انتشار کو ختم کر کے جسدِ واحد بن سکتے ہیں۔ روسی امداف کے تکمیلی اقدام عراقی جارحیت کا دندان شکن جواب دے سکتے ہیں لیکن ان کی ساری طاقت، صلاحیت و ذہانت اپنے ہم قوموں پڑوسیوں، باشندگان ملک کے دینی جذبات، اخلاقی اقدار، اسلامی حمیت، اظہار خیال کی آزادی اور ایک بہتر اسلامی معاشرہ کے قیام اور اسلامی زندگی کی خواہش و مطالبہ کو کچلنے اور ہمیشہ کے لئے ان سے خلاصی حاصل کرنے کے لئے صرف ہو رہی ہے۔

عالم عرب کے باہمی انتشار اور بیرونی طاقتوں کے آلہ کار ملکوں کی ہٹ دھرمی اور یلغار نے اب انہیں اس بات کی فرصت بھی مہیا نہیں کی۔ کہ مشترک خطرے کی طرف متحدہ توجہ دے سکیں۔ دوسرا بدقسمتی سے دولت و ثروت کی بے انتہا فراوانی کے سبب انہوں نے اس طاقت کو بھی کمزور کر دیا جو ظلم و تشدد اور عراقی بربریت کی اس جنگ میں ان کے کام آتی اور اپنے جذبۂ ایمانی و سرفروشی اور جاں سپاری کے وہ نمونے پیش کرتی جو قرونِ اولیٰ کے ساتھ مخصوص سمجھے جاتے ہیں۔

ہمیں اس حقیقت کے اظہار میں کوئی تردد نہیں کہ مسلمان ملکوں بالخصوص عالم عرب کی نااہل قیادت اور بیرونی طاقتوں کی پٹھو حکومتوں کے ساتھ مختلف درآمد کئے ہوئے فلسفوں اور ذاتی اغراض و مفادات کی بنا پر اختلاف و انتشار کی وہ علت بھی لگی ہوئی ہے جس کو صرف وحدت اسلامی، جذبۂ ایمانی یا مشترک دشمن کے خطرے کا شدید احساس ہی دور کر سکتا ہے۔ افسوس ہے کہ عرب حکومتوں اور عرب ملکوں میں جنہوں نے قومیت، اشتراکیت اور البعث العربی کے علیحدہ علیحدہ جھنڈے بلند کر رکھے ہیں متحد کرنے والی قدر مشترک کا یکسر فقدان ہے ـــــ پھر اس کے ساتھ اس المناک حقیقت کا بھی علم ہونا چاہئے کہ جو ممالک نسبتاً ان

درآمد فلسفوں سے پسے ہوئے ہیں۔ جن میں ایک کویت بھی ہے ان کو دولت کی بہتات اور عیش و تنعم گھن کی طرح کھا چکا ہے۔ اور اس نے ان کو کسی مہم جوئی جفاکشی اور سرفروشی کے قابل نہیں رکھا۔ بلکہ ان کو اتنی بھی توفیق نہیں ہوئی کہ بیرونی طاقتوں کے اشاروں اور مشوروں کو ترک کرکے اپنی بقا و سالمیت کے تحفظ پر آزادانہ سوچ سکیں۔

اس کے ساتھ یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ پورے عالم اسلام میں اس طاقت میں تشویشناک حد تک انحطاط اور زوال پیدا ہو چکا ہے جس کو قرآن حکیم کی اس آیت میں بیان کیا گیا ہے۔

وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ ۖ إِنْ تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ ۖ وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ مَا لَا يَرْجُونَ (نساء ۱۰۴)

اور دشمنوں کا پیچھا کرنے میں سستی نہ کرنا اگر تم بے آرام ہوئے ہو تو جس طرح تم بے آرام ہوئے ہو اسی طرح وہ بھی بے آرام ہوئے ہیں اور تم خدا سے ایسی ایسی امیدیں رکھتے ہو جو وہ نہیں رکھتے۔

اسی طاقت اور جذبۂ ایمانی کے مظاہر، قرون اولیٰ کے مسلمانوں، درمیانی وقفوں کے جان بازوں اور تیرھویں صدی کے وسط میں شہدائے بالاکوٹ کے ترتیب دئے ہوئے ساتھیوں اور اب جہاد افغانستان کے جانباز سپاہیوں میں نظر آرہے ہیں۔

خدا کرے مسلمان حکومتیں بالخصوص عالم عرب اب کے خدائی انذار اور زلزال شدید اور انتباہ عظیم کے بعد خواب غفلت سے بیدار ہوں۔ عقل کے ناخن لیں۔ عالمی اور بین الاقوامی سطح پر اسی جذبۂ ایمانی اور جذبہ قربانی کو زندہ کرنے کی کوئی موثر اور منظم دعوت، تنظیم اور انقلابی سطح کی جری اور عظیم قیادت سامنے لائیں۔ اپنی سالمیت و تحفظ اور ملت کے وجود و استحکام کا یہی واحد راستہ ہے۔ جس کے نتیجہ میں صرف عرب مسلمان ہی نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کی بے لبسی اور بے کسی، بے حمیتی، بے حسی، اسرائیلی بربریت، عراقی جارحیت اور بیرونی مداخلت کا ازالہ بھرپور مقابلہ اور اس سے مکمل نجات حاصل کی جاسکتی ہے۔

خدا کرے واقعۃً بھی خلیج کی حالیہ تشویشناک صورت حال پورے عالم اسلام بالخصوص عرب قیادت کے اتحاد، فکری بیداری اور اخلاص و عزم اور مسلمانوں میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ نئی بیداری اور تیاری کا سبب بن جائے کہ اس سے کم درجہ کی چیز میں اس کی تلافی نہیں ہو سکتی۔

جناب الحاج عبدالواحد صاحب خوشنویس (کاتب الحق) کی لڑکی اور جناب حاجی محمد شبیر صاحب (خادم خاص مولانا عبیداللہ انورؒ) کی اہلیہ ۲۶ جولائی ۹۰ء کو بقضائے الٰہی لاہور میں انتقال کرگئیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ حضرت مولانا میاں محمد اجمل صاحب قادری نے پڑھائی۔ مرحومہ نیک صالح اور صوم و صلوٰۃ کی پابند خاتون تھیں۔ قارئین سے خصوصیت سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے

(ادارہ)